ماورائے حقیقت کا ادبی و نفسیاتی پس منظر اور تکنیک

فائزہ مظہر علوی

Abstract:

Surrealism was one of the modern trends and techniques used in literature, in early 20th century, priorly used in Art of Painting. This technique has a great impact of Freud's "Theory of Psychoanalysis". In western fiction and then in Urdu fiction writings, this technique was being used to achieve the reality of psychology of humans, their desires, thinking and fantasies which a human cannot express publically due to the restrictions of society, and should be expressed at individual level without any restrictions. Surrealism has some techniques Dreamy, Ambiguity and Soliloquy to express the hidden realities of human unconsciousness, to express the hidden realities of human unconsciousness.

"ماورائے حقیقت" جدید فن اور ادب کی ایک معروف تحریک تھی۔اس کی بنیاد بیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں یورپ میں فرانس سے پڑی۔ اسے انگریزی میں سر رئیلزم (Surrealism) کہا جاتا ہے۔بنیادی طور پر یہ لفظ،sur،real،اورismکے لفظوں کا مجموعہ ہے۔sur لاطینی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی superیا beyondکے ہیں،اورrealکے معنی "حقیقت" کے ہیں۔ismکا لفظ کسی نظریے کے لیے کسی تحریک کے نام کا جزو ہوتا ہے جو اسے تحریک کے طور پر ظاہر کرتا ہے۔اس طرح سر رئیلزم کے لفظی معنی 'ماورائے حقیقت' یعنی'beyond the realism'کے ہیں۔اصطلاحاً یہ وضع ہوتا ہے کہ ایسا ادب یا فن جو حقیقت سے ماورا یا حقیقت سے دور ہو اسے 'ماورائے حقیقت' یا"سر رئیلزم" کہا جائے گا۔

اس تحریک میں سب سے اہمیت انسان کے تحت الشعور اور لا شعور کو حاصل ہے۔انسان اپنی معروضی دنیا میں بے شمار نظارے اور عکس دیکھتا ہے۔انسانی دماغ ان عکسوں کو کس طرح محفوظ کرتا ہے؟پوشیدہ باتوں کو دوبارہ خوابوں کے ذریعے کس مختلف انداز میں پیش کرتا ہے۔ماورائے حقیقت ایسا ہی گنجلک اور انسانی

نفسیات سے متعلقہ رجحان تھا جس کی تفہیم خاصی مشکل تھی اور خوابوں سے اس کا گہرا تعلق تھا۔ آغاز میں یہ مصوّری کا غالب رجحان رہا۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

> "The 20th century movement in art and literature that tries to express what is in the subconscious mind by showing objects and events as seen in dreams etc."(۱)

یعنی بیسویں صدی کی ادبی اور فنی تحریک، جس میں ایسے اظہار کی کوشش کی گئی، جس میں مختلف اشیاء اور واقعات خوابوں میں نظر آتے ہیں۔ ان کے توسط سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ انسان کے تحت الشعور میں کیا ہے۔ یہ فن اور ادب کی ایسی جدید تحریک تھی جو انسان کے لاشعور مین موجود کیفیتوں اور چیزوں کی نمائندگی غیر عقلی، غیر منطقی اور خیالی طریقے سے کرتی ہے۔

ماورائے حقیقت کی اصطلاح یورپ میں سب سے پہلے (Guillaume Apollinaire) گیلیم اپولینئر (۱۹۱۸ء-۱۸۸۰ء) نے ۱۹۱۷ء میں متعارف کروائی۔ وہ مشہور فرانسیسی شاعر، افسانہ و ڈراما نگار، ناول نگار اور ادبی نقاد تھا۔ اس کے بعد ماورائے حقیقت کا باقاعدہ آغاز فرانس کے ایک مشہور شاعر اور ادیب آندرے بریتون (Andre Breton) نے کیا اور ۱۹۲۴ء میں سر رئیلزم کا منشور (Le Manifeste du surrealism)، لکھا اور شائع کروایا۔ آندرے بریتون نے نفسیات اور ادویات کی پڑھائی کی تھی اور پہلی جنگِ عظیم کے دوران وہ نیورولوجیکل وارڈ میں اپنے فرائض سر انجام دے رہا تھا۔ وہاں اس نے جنگ کے خلاف فوجیوں کے نظریات اور ٹراما کو سمجھنے کی کوشش کی۔ ماورائے حقیقت کے آغاز کے بارے میں کرسٹو بگس بائی لکھتے ہیں کہ

> "Guillame Apollinaire coined the term surrealism in 1917 and Andre Breton, as the principal the oretician and chief propagator of the movement. Immortalized it in his first surrealist manifesto published in 1924." (۲)

یعنی سر رئیلزم کی اصطلاح ۱۹۱۷ء میں گیلئیم اپولینئر نے دی جبکہ اس کے اصول و ضوابط طے کر کے اس تحریک کو آگے بڑھانے والا آندرے بریتون تھا۔ جس نے سر رئیلزم کا پہلا منشور ۱۹۲۴ء میں شائع

کروایا اور اس اصطلاح کی مزید وضاحت بھی کی۔ دوسری بار آندرے بریتون کی سر براہی میں مختلف سر رئیلسٹ ادیبوں نے مل کر ۱۹۲۹ء میں دوبارہ ماورائے حقیقت کا منشور لکھا۔

ماورائے حقیقت کا آغاز پہلی جنگِ عظیم کے بعد تقریباً ۱۹۲۰ء میں ہو گیا تھا۔ یہ تحریک دادا ازم کی ہی ایک شاخ تھی۔ دادا ازم فن کی ایسی تحریک تھی جو زیورچ، سوئٹزرلینڈ سے شروع ہوئی۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۲ء تک یہ تحریک اپنے عروج پر تھی۔ یہ فن کی تحریک جنگ کے خلاف سیاست پر مشتمل تھی۔ یہ بورژوا طبقے کے خلاف بھی تھی اور اپنی فطرت میں انتشار پسند تھی۔ دادا ازم کی سرگرمیوں میں عوامی مجمعے، جلسے، فن اور ادبی جرنلز کی اشاعت شامل تھی۔ جس مین فن، سیاست اور ثقافت کو موضوعِ گفتگو بنایا جاتا تھا۔ پہلی جنگِ عظیم کی خطرناک اور خوفناک صورتِ حال نے انسان کی زندگی کی تلخ حقیقتوں، اجنبیت اور مایوسیوں کو کسی حد تک ڈھانپ دیا تھا۔ جس کا منطقی انجام یہ نکلا کہ انسان اندر ہی اندر اکیلے پن کا شکار ہو گیا۔ اس کے بعد اس دور کے مکینیکل نظام نے انسان کی ذات کے دائرے کو اور بھی تنگ کر دیا۔ ایسی کیفیت کے دوران انسان بغاوت کی طرف مائل ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ دادا ازم پہلی جنگِ عظیم کے ردِّ عمل کے طور پر سامنے آئی تھی۔ اس کے ماننے والے جنگ کو حماقت سمجھتے تھے۔ قوموں پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ اس میں بھی تجریدی اظہار اپنایا گیا۔ ان تحریکوں نے مصوّری، تھیٹر اور ڈراما کو بھی متاثر کیا۔ ادب، موسیقی، فلسفے، مصوّری غرض دنیا کی ہر شے سے بغاوت کو جنم دیا۔ یہ تحریک ہر قسم کی سماجی، اخلاقی، مذہبی اصولوں اور قدروں سے ماورا تھی۔ ایسی بغاوت کا عکس وجودیت اور ماورائے حقیقت میں بھی ملتا ہے۔ جس کا اہم مقصد ادب اور فن میں عقلیت کے بجائے ایک عجیب، بے ڈھنگی اور مزاح سے بھرپور اظہار کو جنم دینا اور لاشعوری تجرید کو پیش کرنا تھا۔ اس کی بہترین مثال مشہور زمانہ مونالیزا کی تصویر میں مونچھیں بنانا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی سینکڑوں اس طرح کے فن پارے پیش کیے گئے۔ انسان کا چہرہ جھینگا نما اور بدن کو درخت جیسا بنانا وغیرہ۔ دادا ازم تحریک کچھ وقت کے بعد غیر سنجیدہ، بے ترتیب خیالوں، ہسٹریائی اور منفی رجحانات کا شکار ہو گئی اور اس کا اثر زائل ہو گیا۔ اس کے بعد یہ تحریک سر رئیلزم میں ضم ہو گئی۔

> "دادا ازم نیچر لزم کے خلاف ردِّ عمل کے طور پر اُبھری۔ ان کے ماننے والوں نے ان تمام قوانین کے خلاف لکھنا شروع کیا۔ جو اس وقت تک ادب میں رائج تھے۔ اور ہر موضوع، ہر فارم..... ہر رجحان کے خلاف لکھنا ہی دادا ازم کی تحریک کا مقصد بن

گیا۔۔۔ سرریئلزم کا نقطہء نظر یہ تھا کہ جو جی چاہے لکھو۔۔۔ یہاں ہر چیز کے خلاف لکھنے کی وہ قید نہیں تھی جو داداازم تحریک کا طرہ امتیاز تھی۔"(۳)

ماورائے حقیقت تحریک فنونِ لطیفہ سے منسلک تھی۔اس نے آرٹسٹ، مفکرین اور محققین کو ایک جگہ اکٹھا کیا۔اس تحریک کا مرکز پیرس تھا۔اس کی بنیاد گزاری میں بہت سے داداازم کے اراکین بھی شامل تھے۔ان سب کا خیال تھا کہ لاشعور کے اظہار کو ممکن بنایا جائے۔انھوں نے جو انداز اختیار کیا وہ یہ تھا کہ تحت الشعور میں ڈوب کر فن تخلیق کیا جائے، ایسا تخیل جو دکھائی دے اور اس میں شعور اور منطق کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔اس تحریک کا مصّوری میں آغاز ہوا اور اطالوی مصّوروں نے اسے سب سے پہلے اپنایا جو غیر مادی خیالات کے حامی تھے۔ بریتون نے ماورائے حقیقت کے منشور میں ماورائے حقیقت کو 'خالص نفسیاتی خود کاریت' (Pure psychic automatism)، کے طور پر واضح کیا۔ بریتون مختلف ادیبوں رمبوڈ، والٹئیر، گیلیم اپولینئر اور اس کے ساتھ ساتھ داداازم کے ادیبوں لوئس آرگن، فلپ سوپالٹ اور ٹریسٹان تازرا سے متاثر تھے۔ بریتون کے مطابق عقلی سوچ تخلیق کی قوت کو دبا دیتی ہے اور تخیل کے ساتھ ساتھ آرٹسٹ کے اظہار و بھی اُبھرنے نہیں دیتی۔اس نے فرائیڈ کے تحت الشعور کے مطالعے کو بھی سراہا۔ماورائے حقیقت تجریدی مصّوری سے بہت مشابہہ تھی۔ آندرے بریتون نے سرریئلزم یعنی ماورائے حقیقت کے منشور میں لکھا ہے کہ

> "Pure psychic automatism by which it is intended to express, either verbally or in writing, the true function of thought. Thought dictated in the absence of all control exerted by reason, and outside all aesthetic or moral preoccupations. ''(۴)

اس کا مطلب یہ ہے کہ تحریری یا زبانی لفظوں یا کسی بھی طرح کے عمل اور اس کے معنی کا تعلق بنیادی طور پر خالص نفسیاتی خود کاریت کے رجحان اور سوچوں کے عمل دخل سے ہے۔ایسی سوچیں نہ صرف اپنے عمل دخل میں منطق یا عقل کے بغیر ہیں بلکہ جمالیات اور اخلاقیات سے بھی ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔یعنی سرریئلزم کا فلسفہ ایک ایسی حقیقت پر مبنی تھا کہ جس کے تحت بہت سارے خیالات کو پہلے نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔اس تحریک میں خواب کی اہمیت کا غیر جانبدارانہ اظہار سوچ سے متعلق تھا۔

پہلی جنگِ عظیم کے آخر میں ٹریسٹان تازرا جو کہ داداازم کا رہنما تھا، وہ معاشرے پر مختلف طریقوں سے تنقید کرنا چاہتا تھا۔اس کا ماننا تھا کہ معاشرہ جو جنگ کی تباہ کاریاں تخلیق کرتا ہے، وہ فنونِ لطیفہ

کے قابل نہیں ہے۔اس لیے اس نے 'اینٹی آرٹ' تخلیق کرنے کا فیصلہ کیا جو خوب صورتی کی بجائے بد صورتی سے بھر پور ہو۔تازرا نئ صنعتی اور کمرشل دنیا کے بورژوا طبقے اور ان کی دنیا کو شرمسار کرنا چاہتا تھا۔لیکن اس کے متاثرین کو اس سے کوئی فرق نہ پڑا۔انھوں نے تازرا کے فن کو پرانے فن کا ردّ عمل سمجھا ۔اس کے نتائج اصل سے مخالف تھے لیکن اس کا 'اینٹی آرٹ' بھی ایک 'آرٹ' بن گیا۔اس کے بعد فنکاروں کے ایک گروہ نے تازرا کے نظریات کی پیروی نہیں کی۔کچھ فنکاروں نے اظہار کی تجریدی روایت اور کچھ نے علامتی روایت سے خود کو منسلک کر لیا۔اظہار کی ان دو شکلوں نے دو الگ الگ رجحانات تشکیل دیے۔

ا۔خودکاریت(Automatism)

۲۔حقیقت پسندی(Veristic)

خودکاریت کی تشریح فنکاروں نے ایسے کی کہ اسے حرکتِ غیر ارادی سمجھا گیا اور یہ بھی کہ یہ شعور کا دباؤ ہے جو تحت الشعور کے حق میں ہوتا ہے۔وہ جذبات پر زیادہ دھیان دیتے تھے اور تجزیاتی کم تھے۔انھوں نے آٹو میٹزم کو ایسے خودکار طریقے کے طور پر سمجھا جس میں تحت الشعور کا تصّور یا امیجز شعور میں پہنچتے ہیں۔ان کا یہ بھی ماننا تھا کہ ان تصورات یا امیجز پر معنی کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔انھوں نے فن کے علمی تناؤ کو احساسات کے آزادانہ اظہار کی تعبیر کے طور پر دیکھا۔وہ اس کے بھی قائل تھے کہ تجریدیت ہی وہ ایک صورت ہے جو زندگی مین تحت الشعور کے تصورات لاسکتی ہے۔

حقیقت پسندی کو ماورائے حقیقت پسندی کے تناظر میں وضع کیا گیا۔یہ ماورائے حقیقت فنِ مصّوری کا ایسا طریقہء کار تھا جس میں خوابوں کی دنیا کو مکمل تفصیل کے ساتھ حقیقت بنا کر پیش کیا جاتا تھا۔سب سے مشہور حقیقت پسندانہ سرریئلزم کا فنکار 'سیلواڈور دالی' تھا۔جس نے مناظر کو مصّور کیا، جیسے گھڑی کا پگھلنا وغیرہ۔

یہ فنکار خودکاریت کی تشریح کرتے ہوئے تحت الشعور کے تصورات کو ذہنی سطح پر ابھرنے کی اجازت دیتے ہیں جس پر ان میں ردّوبدل کیے بغیر ان کے معنی کو سمجھنے اور تجزیہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔وہ مکمل اور غیر جانبدارانہ طور پر ان تصورات کو تجریدی اور رومانی حقیقتوں اور مادی دنیا کے اصل نظریے کے درمیان تعلق کی نمائندگی کے طور پر چاہتے تھے۔ان کے نزدیک یہ چیز داخلی حقیقت کے استعارے کی حیثیت سے کھڑی ہے۔استعارے کے ذریعے ٹھوس دنیا کی چیزوں کو دیکھ کر نہیں بلکہ ان میں جھانک کر سمجھا جاسکتا

ہے۔اس انداز کو اکثر حیرت انگیز طور پر حقیقت پسندانہ ماورائے حقیقت مصّوری کے ذریعے نشان زد کیا جاتا ہے۔ جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کو ایک خیالی دنیا میں کھینچ لیا گیا ہو اور حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ناصر عباس نیّر ماورائے حقیقت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

> "سررئیلزم اور شعور کی رو کا موقف اس سے ملتا جلتا ہے کہ کسی فرد یا کردار کے ذہنی مندرجات، اس کی یادداشت، حسی ادراک، احساسات، خیالات کو، جس طور پر وہ کسی منطقی ربط کے بغیر، زمانی و مکانی تناظر سے کٹے ہوئے، آگے پیچھے ذہن میں وارد ہوتے ہیں، اسی طور انھیں پیش کر دیا جائے۔"(۵)

سررئیلسٹ انسانی تجربات میں جدت لانا چاہتے تھے۔انسان کے ذاتی، ثقافتی، معاشرتی اور سیاسی انداز کی سوچ میں بدلاؤ لانا ان کا مقصد تھا اور یہ بدلاؤ جدید اندازِ فکر کا تھا۔ وہ انسان کو غلط عقلیت سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ آزاد کرنا چاہتے تھے اور انسان کو معاشرتی پابندیوں اور روایات سے چھٹکارہ دلانا ان کا عزم تھا۔ بہت سے معاملات میں سررئیلزم نے اشتراکیت اور انارکزم کے ساتھ اتحاد بھی کیا۔ دادا ازم سے سررئیلزم تک اہم بانی شخصیات میں مارسل ڈوچمپ، ہنس آرپ، فرانسس پکابیا، میکس آرنسٹ، مان رے اور آندرے بریتون شامل تھے۔ تجریدیت اور ماورائے حقیقت کے پیرو مکاروں کے خیالات تقریباً ایک جیسے ہی تھے اور امریکی ریاست نے کھلے دل سے تجریدیت اور ماورائے حقیقت کو قبول کیا۔ ماورائے حقیقت فلسفے کے مخالف نہیں تھی بلکہ منطق کی بجائے اشیاء کو اصل کے تحت دیکھنے کی متقاضی تحریک تھی۔ تجریدیت کی طرح ماورائے حقیقت پر بھی انسانی نفسیات کے تحت فرائیڈ کے گہرے اثرات تھے۔ کچھ مفکرین تو اس تحریک کو فرائیڈ کے نظریات کی پیروی بھی سمجھتے تھے۔ بنیادی طور پر آندرے بریتون فرائیڈ کے 'تحلیل نفسی' (Psychoanalysis) والے طریقے سے بہت متاثر تھا۔ ماورائے حقیقت میں بھی فرائیڈ کا لاشعور والا نظریہ رہنمائی کرتا نظر آتا ہے۔ بریتون ادبی حقیقتوں، عقلیت اور معقولیت کے بجائے انسان کے لاشعور میں موجود بے پناہ تخلیقی اور تخیلاتی قوتوں پر یقین رکھتا تھا۔

اس تحریک کے مطابق تصورات ایسے ہی دھندلے اور ابہام زدہ تھے جیسے خواب ہوتے ہیں۔ اس پر علامتیت، جارجیو دی چرچو کی غیر مادی مصّوری اور دادا ازم کے اثرات تھے۔ ان میں زیادہ تر مصّوری اور تحریریں تجریدی انداز میں تھیں۔ ڈاکٹر اشرف کمال کے مطابق

"سررئیلزم کے مطابق انسان اور اس کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں شعور کے ساتھ ساتھ لاشعور بھی اپنا کام کر رہا ہوتا ہے۔ بہت سی باتیں شعور کے بجائے لاشعور کے پنگھوڑے مین پرورش پاتی ہیں۔ اس میں آزادانہ طور پر نفسیاتی معاملات کا اظہار کیا جاتا ہے۔"(۲)

ماورائے حقیقت کے پسِ پردہ جو نفسیات تھی وہ 'تحلیلِ نفسی' کے اثرات لیے ہوئے تھی۔ تحلیلِ نفسی کو 'بات کر کے علاج کرنا' یا Talk therapy بھی کہا جاتا ہے۔ فرائیڈ کو تحلیلِ نفسی کا بانی کہا جاتا ہے۔ فرائیڈ نے یہ طریقہ ءکارِ علاج ان مریضوں کے لیے متعارف کروایا تھا جو اپنے وقت میں موجود نفسیاتی اور طبّی علاج سے مطمئن نہ تھے۔ فرائیڈ کا یہ ماننا تھا کہ بہت سی قسم کے مسائل سوچنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ احساسات اور رویے ذہن کے لاشعور کی گہرائی میں دفن ہوتے ہیں۔ اسی لیے حال، ماضی سے متشکل ہوتا ہے۔ کسی بھی فرد کا موجودہ عمل اس کے ابتدائی بچپن کے تجربات سے جنم لیتا ہے۔ تحلیلِ نفسی کے ذریعے معالج مریض کے لاشعور میں جھانکتا ہے اور اس کے دبے ہوئے جذبات اور بھولے ہوئے تجربات اسے یاد دلانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح مریض کے تحت لاشعور کو بھی بہتر طور پر سمجھنے کے بعد اس کے اندرونی خلفشار کو سمجھنا قدرے آسان ہو جاتا ہے۔ تحلیلِ نفسی متنوع قسم کی حالتوں اور جذباتی مسائل، مثلاً، ڈپریشن، خوف، حساسیت، خودداری کے مسائل، کھانے کے مسائل، جنسی مشکلات، جارحانہ رویے، ٹراماز اور تعلقات کے مسائل وغیرہ کو بچوں، بڑوں اور بڑھوں سب کے علاج کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہی وہ تمام کیفیات اور احساسات ہیں جو ماورائے حقیقت کے تحت پیش کیے جاتے ہیں اور ان کو پرکھنے سے اصل حقیقت تک پہنچنا ممکن ہوتا ہے۔

اس کا مقصد تحلیلِ نفسی کے تحت مریضوں کے چھپے ہوئے جذبات، رویے، سوچوں اور خواہشات کی نشاندہی کرنا ہے۔ جو ان کی زندگی میں ان کے وجود کے لیے دن بہ دن مسائل پیدا کرتے ہیں۔ یہ صرف ایک طریقہ ءعلاج ہی نہیں بلکہ شخصیت کے حوالے سے ایک نظریہ ہے۔ یہ انسانی لاشعور پر زیادہ توجہ دیتا ہے جو کہ انسانی نفسیات کی اصل ہے۔ اس کی بنیادی اور بڑی وجہ یہی ہے کہ انسانی رویہ لاشعور سے پھوٹتا ہے۔ ماورائے حقیقت کا مطمع ءنظر بھی یہی ہے انسانی خوابوں، یادوں، جذبات اور کیفیات کو ان کی اصل کے تحت پیش کیا جائے۔ جس طرح تحلیلِ نفسی کا معالج انسانی لاشعور، جس میں بہت سے ابہام اور دھندلاہٹ ہوتی ہے اور خوابوں کی صورت ان تمام کیفیات کا تجزیہ کرتا ہے۔ اسی طرح ماورائے حقیقت

کے تحت انسان تحت الشعور میں ڈوب کر ایسا فن تخلیق کرے جس پر غور و فکر کرنے کے بعد دیکھنے والے یا پڑھنے والے اپنی نفسیات کے تحت اس فن پارے کی اصل تک پہنچ سکے۔ دیویندر اسّر کے مطابق ''ہماری کجرویاں اس لاشعور کی پروردہ ہیں اور اپنے واہموں کو ہم شعوری یادآوری سے از سرِ نو تشکیل دے سکتے ہیں۔اس طریقہ ءکار کو فرائیڈ نے تحلیلِ نفسی (سائیکو انالسس) کا نام دیا ہے۔''(۷)

اس ساری نفسیات کے تحت ادب تخلیق کرنے کو مقصد بنایا گیا۔ آندرے بریتون کا خیال تھا کہ انسانی دماغ کو منطق اور دلیلوں سے آزاد ہونا چاہیے۔اس فطرت کی بے پناہ قوتوں کے خلاف فن کی بغاوت اور غیر عقلی قوتوں کی مکمل آزادی کا اعلان کیا۔یورپ میں ماورائی تحریک کا اہم مرکز پیرس رہا جس کے فوراً بعد اس تحریک نے پوری دنیا کے ادب ،موسیقی،مصّوری، فلسفہ، سماجی نظریات اور سیاست کو مختلف طریقوں سے متاثر کیا۔اس تحریک نے انگلستان، ڈنمارک، فرانس، بیلجیم، آسٹریا، جاپان، جرمنی، اٹلی، رومانیہ، پرتگال، کینیڈا، روس،اسپین، میکسیکو، سوئٹزرلینڈ، کیوبا اور امریکا کے ادب، فن اور فلسفے پر کبھی نہ ختم ہونے والے اثرات چھوڑے۔اس تحریک کا سب سے زیادہ اثر فرانس کے ادیبوں اور مفکرین پر ہوا، جن میں فلپ سوپالت ،لوئی ایراگون، بینجمن پرت، پائول ایلائرڈ، رینے کریول وغیرہ شامل تھے۔

آندرے بریتون اور فلپ سوپالت نے ۱۹۱۹ء میں ایک مشترک تصنیف لکھی جس کا عنوان'Les champs magnetiques' یعنی'The magnetic field' تھا۔یہ شاعری پر مشتمل کتاب تھی جو کہ ۱۹۲۰ء میں شائع ہوئی۔اس کتاب کی شاعری میں کوئی منطقی ترتیب نہ تھی اور یہ خوابناکی اور ابہام پر مشتمل تھی۔ماورائے حقیقت کی تحریک کے لیے یہ ایک اہم آغاز تھا اور اس نے تحریک کی نشوونما اور ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا،بطورِ خاص لاشعور اور تحت الشعور کے نظریات اور انسانی داخلی انتشار کی عکاسی شامل ہے۔آندرے بریتون نے سررئیلزم کے منشور میں ادبی حوالوں پر بھی گفتگو کی۔سب سے پہلے تو بریتون نے یہ واضح کیا کہ خود کار تخلیق (Automatic writing) کے کیا طریقہ ءکار ہو سکتے ہیں۔اس کے علاوہ اس منشور میں ماورائی ادب کی اہم خاصیتوں پر بحث بھی کی گئی۔ جس کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ دو مختلف حقیقتوں کو مضبوط تخیل کے ذریعے اس انداز میں ملایا جائے کہ جس سے مکمل طور پر ایک نئی اور انوکھی شے جنم لے سکے۔ مثلاً،اگر انسان کی گردن کو مچھلی کے دھڑ سے ملایا جائے تو ایک نئی اور انوکھی شے بن جاتی ہے۔ بریتون کے مطابق ادب اور فن میں ایسی تخلیق جو کہ شعور اور لاشعور کی درمیانی خماری کیفیت ہو گی اور اس تخلیق میں حیرت سے کوئی بھی نتیجہ اخذ نہ کر سکنا اور زندگی کی مختلف

حقیقتوں کی واضح تصویر بجائے دھندلانے کے، منجھے ہوئے اور اشاریت سے بھرپور عکس جیسے عنصر سے نمایاں طور پر جھلکتی محسوس ہو۔ماورائی حقیقت کے تحت بنائی گئی مختلف تصویریں اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔

> "The image is a pure creation of the mind. It can be born from a comparison but from a juxtaposition of two more or distant realities, the more the relationship between the two juxtaposed realities is distant and true, the stronger the image will be…."(۸)

یعنی عکس دماغ کی خالص تخلیق ہے، جو شے کے باطن میں نہیں، مگر دوسرے مختلف فاصلوں پر موجود حقیقتوں کی نزدیکی اور قربت سے جنم لیتا ہے۔ جتنا دو مختلف حقیقتوں کا فاصلہ ہو گا اتنا ہی جاندار عکس بنے گا۔

اس کے علاوہ آندرے بریتون نے ادب اور شاعری سے اپنے دور کے ہم عصر شاعروں اور اپنے دور کی مختلف ادبی شخصیات کے ادبی کام کا جائزہ، سر ریئلزم کی فکر کے حوالے سے منتخب مثالوں کے ساتھ پیش کیا۔اس کے ہم عصر ادیبوں اور شاعروں میں لوئی ایراگون، فلپ سوپالت، رابرٹ ڈلینوس، چارلس بودلئیر، آرتھر ریمبود، ریمنڈ رسل، دانتے، اینتونیو آرٹند، سموئیل بیکٹ، جان جینٹ وغیرہ شامل ہیں۔

ماورائے حقیقت کی تحریک کا اثر اردو ادب پر بھی ہوا۔ڈاکٹر قمر رئیس کے مطابق اس کی ابتدائی خدوخال اردو ادب میں "انگارے" ۱۹۳۲ء کے افسانوں میں ملتے ہیں۔ماورائے حقیقت کے تحت ادب میں فکر، تصورات اور اظہار کی سچائی کو اہمیت دی جاتی ہے، سر ریئلزم یا ماورائے حقیقت عقلیت پسندی کا ردّعمل تھی اور اس میں خواب و خیال کی دنیا کو حقیقت بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور حقیقی دنیا سے جوڑ دیتے ہیں۔اس کے پیروکار حقیقت سے ہٹ کر لکھتے ہیں۔اس میں عقل و شعور پر کنٹرول نہیں ہوتا، بلکہ لاشعور کے تحت اخلاقی اور جمالیاتی حوالوں سے بے پرواہ ہو کر خواب، وہم اور مختلف کیفیات کو بیان کیا جاتا ہے۔اردو ادب میں 'ماورائے حقیقت' کے اثرات افسانے پر زیادہ نظر آئے لیکن اس کے تحت بہت زیادہ ادب تخلیق نہیں کیا گیا۔ جس طرح رومانوی یا ترقی پسند تحریک کے زیرِاثر تھا۔قراۃالعین حیدر کے افسانے "آہ اے دوست"، کرشن چندر کے "مثبت اور منفی"، عزیز احمد کے "جھوٹا خواب"، احمد علی کے "موت سے پہلے "اور 'قید و خار" مین بھی ماورائے حقیقت کے عناصر ملتے ہیں۔ان کے علاوہ جدید افسانہ نگاروں میں

انور سجاد، رشید امجد، منشا یاد اور فہیم اعظمی وغیرہ کے ہاں ماورائے حقیقت کے تحت افسانہ نگاری کا رجحان نظر آتا ہے۔ماورائے حقیقت کی تحریک اب پہلے کی طرح فعال تو نہیں ہے اور نہ اس رجحان کے تحت اب ادب تخلیق ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے اثرات اب بھی کسی نہ کسی صورت میں ادب پر کہیں نہ کہیں نظر آ ہی جاتے ہیں۔

ماورائے حقیقت کی تکنیکوں میں خود کلامی، ابہام اور خوابناکی شامل ہیں۔ یہ وہ عناصر ہیں جو سرریئلزم کے رجحان کی بُنت میں معاون و مددگار ہیں۔بنیادی طور پر یہی وہ تین اوزار ہیں جو سرریئلسٹ افسانے کو سرریئلزم کے منشور سے ہم آہنگ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ ہر رجحان مختلف طریقوں سے نمو پاتا ہے اور ان طریقوں میں تکنیک کا بڑا گہرا عمل دخل ہے، جو مصنف کے نقطہء نظر کو تقویت اور افسانے کے تاثر کو اس کے رجحان کا نمائندہ بناتا ہے۔ فردوس انور قاضی کے مطابق ''اس لحاظ سے اس تحریک کا طریقہء کار تحلیلِ نفسی یا شعور کی رُو سے مل جاتا ہے۔ یہ تحریک سائے اور خواب کی زبان میں گفتگو کرتی ہے۔ دھندلکا، نیم بیداری، نیم غنودگی، سرگوشیاں اور ہیولے اس تحریک کی نمایاں خصوصیت تھی۔''(۹) ماورائے حقیقت کا رجحان بھی چونکہ مصّوری سے ادب میں آیا۔اس لیے اس کی تکنیکیں مصّوری میں مماثل بھی ہیں اور مختلف بھی ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر، خود کلامی، ابہام اور خوابناکی مصّوری کی مشترکہ تکنیکیں ہیں۔

خود کلامی کا مطلب یہ ہے کہ خود سے مخاطب ہونا یا خود سے کلام کرنا۔اس میں زیادہ تر صیغہ واحد متکلم استعمال ہوتا ہے۔ماورائے حقیقت چونکہ جدید افسانے کے رجحانات میں سے ہے اور اس میں عموماً کردار نہیں ہوتے یا الف، ب، میم، وہ، میں کے تحت ملتے ہیں۔اس طریقہء کار میں صیغہ واحد متکلم کی بہت سی اشکال ہو سکتی ہیں۔ کبھی تو صیغہ واحد متکلم خود سے مخاطب ہوتا ہے اور کبھی اپنے خیالات میں کسی اور سے مخاطب نظر آتا ہے، کبھی یہ معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ کون کس سے مخاطب ہے۔خود کلامی دراصّل ڈرامے کی تکنیک ہے لیکن اب جدید افسانے میں بھی اس تکنیک کا استعمال ہونے لگا ہے۔اس ساری تکنیک میں کردار یا صیغہ واحد متکلم سوچتے ہوئے نظر آتا ہے۔ علمِ نفسیات میں اس سے، خاموش بولنا یا باآوازِ بلند سوچنا، مراد ہے۔اکثر افسانوں میں یا دیگر اصنافِ ادب میں ادیب صیغہ واحد متکلم کے طور پر نظر آتا ہے اور مخاطب یا 'وہ' ہوتا ہے یا پھر قاری۔ڈاکٹر اشرف کمال کے مطابق اس تکنیک کا تعلق خالصتاً نفسیاتی اُلجھن کے باعث ہے۔جب انسان اپنی داخلی کیفیات، احساسات یا جذبات کا اظہار کسی اور سے نہیں کرنا چاہتا تو وہ خود سے

مخاطب ہوتا ہے۔ جدید افسانے کا مطمعِ نظر ہی فرد ہے اور فرد کی کیفیات کا اظہار اس کا مقصد ہے۔ اس لیے خود کلامی کی تکنیک فرد کی سوچ کی عکاسی کرتی ہے۔ جو کہ اس فرد کی نفسیات کا کھلم کھلا اظہار بھی ہوتا ہے۔ جدید افسانے کے رجحانات میں ماورائے حقیقت اور تجریدیت کو نقادوں نے صرف مصنف کی ذات کا اظہار قرار دیا۔ لہٰذا، ایسے افسانوں کو اس خاص فرد کی نفسیات کے مطالعے کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے اور خود کلامی اس کا سب سے اہم اوزار ہے۔ وارث علوی کے بقول ''خود کلامی کا عنصر جدید افسانے میں ضرورت سے زیادہ ہے۔ افسانہ نگار مسلسل بولتا رہتا ہے۔ کردار تو اس کے یہاں ہوتے ہی نہیں لیکن اگر ان کے قائم مقام الف لام میم بھی ہوئے تو افسانہ نگار انھیں بولنے نہیں دیتا۔''(۱۰) خود کلامی میں محض خیالات ہوتے ہیں جو سررئیلسٹ افسانے میں کسی کردار یا صیغہ واحد متکلم کی داخلی کشمکش یا خوابناکی کی حالت کو بیان کرتے ہیں۔ اپنے خیالوں میں ہی وہ شخص کبھی خود سے کبھی کسی اور سے مخاطب اپنی ذہنی اُلجھنوں کو عیاں کرتا نظر آتا ہے۔ اس خود کلامی کا تعلق خارج سے نہیں ہے لیکن خارج سے اثرات سے پیدا ہونے والے خوف، خوشی، وہم یا کسی جذبے، احساس اور کیفیت سے منسلک ہوتا ہے۔ سررئیلسٹ افسانے میں خود کلامی کا تعلق بھی شعور کی رَو سے جوڑا جاتا ہے۔ جس میں بے ترتیب خیالات کردار کے ذہن میں اُبھرتے ہیں اور وہ بیک وقت مختلف جگہوں پر موجود ہوتا ہے اور لمحوں میں صدیوں کا سفر ذہنی طور پر طے کر رہا ہوتا ہے۔

خود کلامی کرتے ہوئے بھی اس کے خیالات اِدھر اُدھر بھٹکتے ہیں اور ایک نقطہ پر مرکوز نہیں رہتے اور انسانی خیالات میں لاشعور کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ اس لیے شعور کی رَو اور خود کلامی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ سلیم آغا قزلباش نے اس کے لیے 'interior monologue' کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے اور اس کے بیان کے اور زاویے بھی بتائے ہیں۔ بقول سلیم آغا قزلباش ''خود کلامی'' interior monologue'' کی تکنیک بالعموم ''شعور کی رَو'' سے وابستہ قرار پائی ہے۔ تاہم داخلی بیان کے بھی دو زاویے ہیں، اول براہِ راست داخلی بیان اور دوئم بلاواسطہ داخلی بیان۔''(۱۱) کچھ نقادوں نے داخلی خود کلامی کے لیے 'interior monologue' اور کچھ نے interior soliloquy کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ داخلی خود کلامی کے بارے میں عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں کردار کے خیالات اپنی داخلی زندگی اور نجی معاملات سے متعلقہ ہوتے ہیں اور خود کلامی میں کسی بھی چیز کے بارے میں سوچ سکتا ہے اور وہ داخل کے خیالات بھی ہو سکتے ہیں اور خارج کے بھی۔ داخلی خود کلامی میں کردار داخلی کشمکش یا خود احتسابی کا شکار بھی ہوتا ہے اور خود کلامی میں وہ کسی اور شخص کی حرکات و سکنات کے بارے میں

بھی سوچ سکتا ہے۔ مجموعی طور پر خود کلامی اور داخلی خود کلامی میں داخل اور خارج کے خیالات کا فرق ہے لیکن دونوں صورتوں میں کردار خود سے مخاطب ہوتا ہے۔ خود کلامی سرر ئیلسٹ افسانے کی خاص تکنیک ہے جو ابہام اور خوابناکی کی تکنیکوں میں بھی اہمیت کی حامل ہے۔

ابہام کے معنی واضح طور پر کسی تحریر کے سمجھ میں نہ آنے کے ہیں بالخصوص افسانے میں ابلاغی مسائل، ابہام کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ جب مصنف یا ادیب کی بات ان معنوں میں قاری تک نہ پہنچ پائے جن معنوں میں ادیب سمجھانا چاہتا ہے تو یہ ابہام کی صورتِ حال کو جنم دیتا ہے۔ ان میں نقطوں، جملوں اور خیالات کی پیچیدگی کا بہت عمل دخل ہے۔ کشاف تنقیدی اصطلاحات کے مطابق

> "سعیِ ابلاغ کی ناکامی کو ادبی اصطلاحات میں ابہام کہا جاتا ہے۔۔۔الفاظ کی غلط ترتیب، خیال یا مضمون کی پیچیدگی غیر مانوس استعاروں یا علامتوں کا استعمال، تجربے کا کچا پن، موضوع پر فنکار کی کمزور گرفت، احساس کو شعور کی روشن سطح تک پہنچنے سے پہلے اظہار میں لانے کی کوشش، بے جا اختصار اور محذوفات و مقدارات جن کی طرف قاری کا ذہن منتقل نہ ہو سکے شعر یا عبارت میں ابہام کا باعث بنتے ہیں۔"[۱۲]

اس میں تجربے کا کچا پن سے مراد نقادوں کی جدید اردو افسانے کی رجحانات بالخصوص تجریدیت اور ماورائے حقیقت کے حوالے سے وہ تنقید ہے جس کو تجربے کی ناکامی کا نام دیا گیا ہے۔ لفظوں، جملوں اور خیالات کو انسانی نفسیات میں شعور کی رَو کے تحت پیش کرنے کی کوشش یعنی جیسے انسان سوچ رہا ہو اس بے ربط اور غیر منظم انداز میں ان خیالات کو پیش کر دینا ابہام کی صورتِ حال کا سبب ہے۔ خود کلامی کا عنصر بھی ابہام پیدا کرتا ہے۔ جب قاری سمجھ نہیں پاتا کہ افسانے میں کردار کس سے مخاطب ہے اور خود سے ہم کلام ہوتے ہوئے اس کے بے ترتیب خیالات، حقیقت اور ماورائے حقیقت میں فرق نہیں کر پاتے؛ اس کے باعث ابہام پیدا ہوتا ہے۔ ابہام سرر ئیلسٹ افسانے کی خاصیت ہے اور اسے جان بوجھ کر بھی ایسی تکنیک میں لکھا جاتا ہے کہ قاری باآسانی اسے سمجھ نہیں سکتا۔ اس کے پس منظر میں انسانی خیالات کے غیر منظم اور بے ترتیب حالت کو جوں کا توں پیش کر دینے کا اصول شامل ہے۔ اس نمائندگی کے دوران الفاظ اور جملے بھی بے ترتیب اور ابہام زدہ ہوتے ہیں۔ خیالات کو ذو معنویت یا خیال کی رَو کے تحت پیش کرنا یا ایک خاص طریقے سے لفظوں میں ڈھالنا کہ پڑھنے والا ذہنی کشمکش کا شکار ہو جائے کہ مصنف نے کن معنوں میں بات کی ہے اور اس کا کیا سیاق و سباق ہو سکتا ہے اور جس کا ابلاغ باآسانی ممکن نہ ہو؛ ابہام کی تکنیک کہلاتا

ہے۔"کسی فن پارے میں فنکار اور سامع و قاری کے درمیان تفہیمی و ذہنی سطح میں تفاوت سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔" (۱۳) اسی طرح سرریئلسٹ افسانے میں خوابوں کو حقیقت کے روپ میں پیش کرنا حقیقی اور غیر حقیقی صورتِ حال میں فرق نہ کر سکنا بھی ابہام کے زمرے میں آتا ہے۔ایسے افسانوں کو ماورائے حقیقت کے تحت اس لیے رکھا جاتا ہے کہ ابہام زدہ کیفیت سرریئلسٹ افسانے کی خاصیت ہے، جسے لفظوں اور جملوں کو بے ترتیبی کی خاص تکنیک میں پیش کر کے ابہام پیدا کیا جاتا ہے۔ شاعری میں ابہام خاصیت سمجھا جاتا ہے جبکہ افسانے میں اسے خامی سمجھا جاتا ہے۔ جدید افسانے کا عدم ابلاغ ہی ابہام کے باعث ہے اور اسی لیے اس پر تنقید کی جاتی ہے کہ تجریدی اور سرریئلسٹ افسانہ جدید افسانے کے زیرِاثر شاعرانہ اسلوب سے قریب تر ہیں اور شاعری ہی معلوم ہوتے ہیں۔

خوابناکی ایک ایسی کیفیت ہے جس کا تعلق خوابوں سے ہے اور اس میں فینٹاسی کا بھی بہت عمل دخل ہے۔ خواب تو انسان سوتے میں دیکھتا ہے لیکن نیم بیداری کی حالت یا جاگتے میں خوابوں کی دنیا میں پہنچ جانا اور ایک غیر حقیقی دنیا کو حقیقت سمجھ لینا 'خوابناکی' کی کیفیت کو جنم دیتا ہے۔ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جس میں انسان ذہنی سطح پر یا صرف اپنی سوچ اور خیالات مین ہی وہ سب فرض کر لیتا ہے جو وہ حقیقت میں کرنا چاہتا ہے؛ حقیقت میں جو وہ حاصل نہیں کر پاتا یا سماجی اخلاقیات یا پابندیوں کے تحت جو خواہشات اس کے اندر دبی رہ جاتی ہیں۔ لاشعوری طور پر خوابناکی کی حالت میں وہ اُس دنیا میں پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی زندگی اس کی خواہشات کے مطابق ہوتی ہے۔ جسمانی طور پر تو وہ حقیقی دنیا میں ہوتا ہے لیکن ذہنی طور پر وہ حقیقت سے ماورا ہوتا ہے۔ میریم ویبسٹر ڈکشنری میں 'Dreamy' کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ

> "1 a: full of dreams//a dreamy night's asleep
> b: pleasantly abstracted from immediate reality
> 2: given to dreaming or fantasy
> 3 a: suggestive of a dream or dreamlike state."(۱۴)

جدید اُردو افسانے میں "خوابناکی" ابہام پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیوں کہ قاری حقیقی اور غیر حقیقی دنیا کا فرق نہیں کر پاتا۔ کسی افسانے میں تو کہانی کا کردار اس خواب سے جاگ جاتا ہے لیکن کچھ افسانوں میں قاری طے ہی نہیں کر پاتا کہ جو منظر نامہ افسانے میں پیش کیا گیا ہے وہ اصل میں تھا کیا یا کردار کیا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بعض اوقات کردار بھی افسانے میں نہیں ہوتا۔ ایک فینٹاسی کی کیفیت

کے تحت شروع سے آخر تک ابہام زدہ خوابناکی کی کیفیت سے افسانہ دوچار رہتا ہے کیونکہ فینٹاسی میں انسانی زندگی کی چیزوں کو غیر مرئی بنایا جاتا ہے اور غیر حقیقی اشیاء کو حقیقی بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ صورتِ حال ماورائے حقیقت افسانے کی خاصیت ہے۔اسے خوابوں کی دنیا کا نام بھی دیا جاتا ہے اور فرائیڈ کی تحلیلِ نفسی اور لاشعور کا بھی اس میں گہرا دخل ہے۔اس تکنیک کے تحت لکھے گئے افسانے کردار یا مصنف کی تحلیلِ نفسی کا باعث بنتے ہیں اور اس کے لاشعوری احساسات اور کیفیات کو عیاں کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ایک فرد کی کیفیات، خواہشات جو وہ زمانے سے چھپائے رکھتا ہے اُس کے اظہار کا سب سے بڑا ذریعہ سر رئیلسٹ افسانہ سمجھا جاتا ہے لیکن اس کی بُنت مین خوابناکی جو کہ ابہام پیدا کرتی ہے، اس کو تفہیم مشکل بنا دیتی ہے اور فوری طور پر افسانے میں غیر منطقی صورتِ حال سے دوچار ہونا پڑتا ہے کیوں کہ ماورائے حقیقت افسانے میں تحت الشعور میں ڈوب کر فن تخلیق کیا جاتا ہے اور یہ لاشعور اور خوابوں کی دنیا سے متعلقہ صورتِ حال ہے جو باآسانی سمجھ میں نہیں آتی۔

ماورائے حقیقت پسندی کا مطلب "حقیقت پسندی سے کہیں اونچا ہے یا حقیقت کے بعد کیا ہے" ایک فنکارانہ، ادبی اور دانشورانہ نظریہ ہے، وہ شعوری زندگی کی حقیقت سے تحلیل کرنا چاہتا تھا اور اس حقیقت کے اوپر یا اس کے بعد ایک اور حقیقت ہے۔مضبوط، مزید موثر اور وسیع تر، جو لاشعوری یا لاشعوری حقیقت ہے۔انسانی نفسیات کے اندر ایک مظلوم حقیقت، اور اس حقیقت کو آزاد کرنا چاہئے اور اس کے دباو کو آزاد اور ادب و فن میں ریکارڈ کرنا ضروری ہے۔یہ تصورات نیند سے لیے گئے ہیں۔خواہ جاگتے ہو یا خواب میں، زوال کے خیالات جو وجہ اور اثر کی منطق کے تابع نہیں ہیں، اور شعوری اور لاشعوری دنیا کے خدشات یکساں ہیں، تاکہ یہ خواب، خیالات اور تجریدی خدشات ادبی کاموں میں مجسم ہیں۔لہذا حقیقت پسندی ایک ایسا عمل ہے جس کا مقصد ہماری زندگی میں تضادات کو اجاگر کرنا ہے، نہ کہ اس کی تحریر میں دلچسپی کو مدِ نظر رکھنا ہے۔پہلی جنگ عظیم کے نتیجے میں حساب کتاب کے بغیر مکمل فنا اور لوگوں کی جانوں کے ضیاع کے نتیجے میں یورپی انسان لرز اٹھا، الجھے ہوئے جذبات اور تاثرات کو ہلا کر رکھ دیا اور اخلاقی اقدار کو تحلیل کرنے کا ایک وسیع تر رجحان پیدا کیا اور انسانی روح میں سرایت شدہ جبلتوں کو آزاد کرنے کے لئے اور فن اور ادب کی طرف اس رجحان کو پھیل گیا جس کی وجہ سے ۱۹۲۴ء میں فرانس میں ماورائے حقیقت پسندی کے نام سے اس نظریہ کا آغاز ہوا جس مین علمِ نفسیات کو اہمیت دی گئی۔پھر ماورائے حقیقت پسندی کی حقیقت نے ادب، سماجیات، معاشیات اور آرٹ کے شعبوں میں قدم رکھا۔مصوری کے میدان میں ادبی یا فنی اظہار میں ابہام

ماورائے حقیقت پسندی کا ایک مستقل مقصد ہے۔ ماہر نفسیات فرائیڈ کے خیالات سے متاثر ہو کر انسانی روح کے تجزیے میں، خاص طور پر وہ لوگ جو بے ہوش اور خوابوں کی بات کرتے ہیں، اس کے دباؤ اور انسانی روح میں سرایت کرنے والی جبلتوں اور خواہشات کی آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی ماورائے حقیقت پسندی ایک ایسا ادبی، فنکارانہ، اور دانشورانہ نظریہ ہے جو مذاہب کا پابند نہیں ہے، جس کا مقصد شعوری زندگی کی حقیقت کو تحلیل کرنا ہے، اور ایک اور حقیقت کی کھوج کی خواہش ہے۔ ادیب کا معاشرے میں لاشعور، مذاہب، عقائد اور اخلاقی اقدار کی نظراندازی، سیاسی پہلو پر توجہ اور انقلاب سے لوگوں کی زندگیوں کو تبدیل کرنے اور انقلابی معاشرے کے بجائے انقلاب کی تخلیق پر اکسانے کے لئے غیر شعوری طور پر غیر حقیقی اور خود کار تحریر پر مکمل توجہ دینا ماورائے حقیقت کے مقاصد تھے۔

حواشی:

1۔ Advanced learners oxford dictionary, oxford university, Walton street,oxford,4th edition, 1989, p1295

2- C.W.E. Bigs. Dada and Surrealism, Barens and nobel by methaun, London, 1972, p3

۳۔ فردوس انور قاضی، ڈاکٹر، اردو افسانہ نگاری کے رجحانات، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۲۶۷

4۔ https://www.tcf.ua.edu/classes/jnutler/T340/F98/sur realistmanifesto.htm,29-05-2020,11:15am

۵۔ نیّر، ناصر عباس، جدید اور مابعد جدید تنقید، انجمن ترقی اردو، کراچی، پاکستان، اشاعت دوم، ۲۰۱۳ء، ص ۳۳

۶۔ اشرف کمال، ڈاکٹر، تنقیدی تھیوری اور اصطلاحات، مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۶ء، ص ۱۶۵

۷۔ دیویندر اسّر، ادب اور نفسیات، مکتبہ شاہراہ دہلی، اشاعتِ اوّل، ۱۹۶۳ء، ص ۱۵

8۔ www.tcf.ua.edu/jbutler/surmnifesto/Manifesto of surrealism.htm,29-05-2020, 11:40 am

۹۔ فردوس انور قاضی، ڈاکٹر، اردو افسانہ نگاری کے رجحانات، ص ۲۶۸

۱۰۔ وارث علوی، جدید افسانہ اور اس کے مسائل، نئی آواز، جامعہ نگر، نئی دہلی، دسمبر ۱۹۹۰ء، ص ۳۸

۱۱۔ سلیم آغا قزلباش ،ڈاکٹر، جدید اردو افسانے کے رجحانات ،انجمن ترقی اردو ، کراچی ، پاکستان، اشاعت دوم ،۲۰۱٦ء، ص ۲۱۰

۱۲۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، (مرتب)، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع دوم، ستمبر ۱۹۸۵ء، ص ۵

۱۳۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، نیشنل بُک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، اشاعت دوم، ۲۰۱۵ء، ص ۳۱

14۔ https://www.merriam-webster.com/dictionary/dreamy, 25-09-2020, 9:13 am